# اپنے شوہر نامدارؒ کے بارے میں

## بیگم علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ کا اظہار خیال

۱۲ جولائی کی اداس، گرم اور تڑپا دینے والی سہ پہر تھی، جب میری ملاقات بیگم صاحبہ سے ہوئی۔ ہزار داستانیں، ہزار حسرتیں چہرے سے ہویدا تھیں۔ بچے نادان۔ معصوم بچے اور بہت زیادہ زیرک بچیاں (ماشاءاللہ) اپنی ماں کے گرد یوں بیٹھے تھے گویا امید افزا باتوں کے منتظر ہوں۔ ہر آن وہ اس خبر کے خواہش مند تھے کہ "ابو کب آئیں گے۔" یہ دلدوز اور جان لیوا سوال میرے لیے ناقابل برداشت ہوتا ہے۔ گویا کہ اپنی کمزوری کا اظہار ان سب کے سامنے نہ کرنے پہ قادر ہوں۔ بند کمروں میں روتا اور سسکیاں بھرتا۔ شاید ہمارا مقدر بن چکا ہے۔ کس قدر مشکل ہے اتنے عزیز اور "قریبی رشتہ" پر قلم چلانا۔ مگر میں نے ضبط، جبر اور تحمل کے سہارے سب کیا ہے۔ سوچا کہ "باجی" سے بھی منوں بھاری غم سے چادر اٹھانے کو کہوں جو گم سم سی ہو کے رہ گئی ہیں۔ جن کے تن من پر یہ حادثہ زہرناک بن کر ظاہر ہو رہا ہے۔ جن کی روح تپتے انگاروں پر لوٹتی نظر آتی ہے۔ جن کی ہر سانس جگر سوز ہے۔ باجی کو کریدا، مائل کیا اور درخواست کی کچھ تو لکھئے...... اور بس اس کے بعد ساون بھادوں کی بارش تلے کاغذ گدلے ہونے لگے۔ آپ بھی ملاحظہ فرمائیے (مدیرہ والضحیٰ)

"طرز تحریر سے محروم انسان شہسوار تحریر و خطابت کے بارے میں کیا لکھے! بالکل جھوٹ کے مترادف سمجھا جائے گا۔ میں کیا کہہ سکتی ہوں؟۔ معذور ہوں گو کہ تعلیم یافتہ ہوں مگر اس موضوع پر بہت محدود خیال کرتی ہوں اپنے تئیں۔ اتنی عظمت! اتنی گہرائی! جو بھی لکھوں گی آٹے میں نمک کے برابر ہو گا۔

وہ مدینۃ الرسولؐ کی گلیوں کا عاشق بس انہی گلیوں میں رہ گیا۔ خوش نصیب اتنا کہ ازدواجی زندگی کا فیصلہ بھی اسی مبارک شہر میں ہوا فضیلت اتنی حاصل ہوئی کہ "استاد محترم حضرت حافظ محمد گوندلویؒ کے ہاں شادی کا پیغام بھیجا جو قبول ہوا۔ میرے وجود کو ہمیشہ باعث برکت و رحمت جانا۔ پہلی بیٹی مدینہ میں پیدا ہوئی تو دل و جان سے زیادہ عزیز ہو گئی۔ نام کے ساتھ مدنی بھی لگایا۔

تمام عمر میں نے علامہ صاحب کو ماہ رمضان میں شب بیدار پوری رات بھر تلاوت کلام پاک میں گذارتے۔ سحری سے فارغ ہو کر صلوٰۃ فجر ادا کرتے اور دن کی روشنی میں کاروبار زندگی کو تھوڑی بہت توجہ دے کر آرام فرماتے۔ حلال و حرام میں اس قدر تمیز روا رکھتے تھے کہ تمام عمر "بنک" کی کسی بھی نفع بخش شاخ کو حلال نہ جانا۔ حرام قرار دیا اور دوسروں کو بھی اس "زہرناک حرام" سے بچنے کی تلقین فرماتے رہے۔ کسی بھی بزرگ کے نام کے ساتھ سوئے ادب کا لفظ عمر بھر برداشت نہ کیا۔ ہر عالم کو "مولانا" یا حضرت کے بغیر نہ پکارا۔ پردے کے اس قدر پابند کہ مجھے ہر دفعہ "پردے" میں حج ادا کروایا۔ میں نے اس پردے میں بھی گھٹن محسوس نہ کی کہ "والدین کے گھر سے یہی فطرت لے کر آئی تھی۔" میری بچیاں کالج میں زیر تعلیم ہیں۔ مگر پردے نے انہیں کبھی احساس کمتری میں شکار نہ ہونے دیا۔ وہ باپردہ رہ کر خود اعتمادی کا احساس لئے ہوئے ہیں۔ حقوق العباد میں والدین کو ہمیشہ اس قدر اہمیت دیتے تھے کہ "ماں" کی تھوڑی سی فرقت بھی رولاتی تھی۔ سینہ میں قرآن محفوظ تھا...... ہر بات "قرآن اور حدیث" کے حوالے سے فرماتے۔ ناانصا جھوٹ۔ دغا فریب اور بد دیانتی سے نفرت تھی۔ یہی وجہ بعض "ہم مسلک امراء" سے بن نہ سکی کہ وہ ان اوصاف سے متصف نہیں۔ سچ ڈنکے کی چوٹ بولتے۔ لوگ سامنا کرتے گھبراتے کہ علامہ صاحب کی نگاہ ان کے عیوب پا لے گی۔

آغاز شباب تھا جو جوش خطابت سے ہمکنار ہوا...... تادم

زیست شباب و خطابت لازم و ملزوم رہے۔ میرے لئے گھر بار اجنبی تھا لیکن مذہب اور مسلک کی اپنائیت نے محبت کو یوں مضبوط کیا کہ "غیریت" نام کو محسوس نہ ہوئی۔ ...... میرے حسب میرے نسب اور میری تمام تر عادات سے بے طرح محبت کی۔ دادا جان سے خصوصی محبت تھی جو علامہ صاحب سے عشق کی حد تک محبت کرتے تھے۔ بہن بھائیوں اور والدہ صاحبہ سے بہت محبت تھی۔ ایک مثال تھی جو ہمیشہ قائم رہے گی۔ اساتذہ کے ساتھ ذاتی مراسم تھے۔ شیخ عبدالقادر شیخ عطیہ سالم شیخ بن باز سے قریبی مراسم تھے۔ بے پناہ احترام کرتے اور خود اساتذہ کرام بے پناہ توجہ فرماتے اور عزت فرماتے تھے۔ غیر معمولی ذہین ہونے کے سبب آپ کو قبل از امتحان ڈگری سے نوازا گیا۔ طالب علمی کے زمانہ میں ہی کتاب "قادیانیت" کی تکمیل کی یہ ۱۹۶۵ء کی بات ہے' تب سے محنت شاقہ اور جدوجہد شبانہ روز کی غذا بن گئے۔ حرم نبویؐ میں تقاریر کا سلسلہ شروع کیا جو جاری رہا۔ اہل عرب ہاتھوں پر بوسہ دیتے۔ پوچھتے "عربی ہو کہ عجمی؟" خاک عربی تھی معلوم نہیں تھا کہ تاثیر اتنی کیوں ہے۔ پاکستانیوں کے لئے "اردو" میں خطاب کیا۔ تبلیغ کا آغاز سر زمین عرب سے ہی کیا پورے عرب کو اپنی قوت گویائی سے اتنا گرویدہ بنالیا کہ قدم قدم پر عزت و تکریم بخشی گئی۔ بات کرتے تو گرجدار آواز تھے۔ گویا لڑ رہے ہوں۔ دوسرے لمحے آواز گرا دیتے گویا کسی گہرائی سے بول رہے ہوں۔ نرم دل کہ بس دوسروں کی مفلوک الحالی پر روئے' اگرچہ کہ اپنی زندگی کا آغاز سفید پوشی سے ہی کیا۔ کسی کے سامنے دست سوال دراز نہیں کیا۔ ہمیشہ راہ خدا میں دیا اور خدا نے غنی کر دیا۔ کتابوں نے مضبوط سہارا دیا اور قدرت نے دن پھیر دیئے بزرگوں کی دعاؤں کے بہت قائل تھے۔ بچوں کو ہمیشہ احترام آدمیت کا اخلاق سکھایا۔ جب سفر سے گھر لوٹے بچوں کو اپنے گرد جمع کیا اور نماز کے بارے میں اول سوال کیا۔ بعد میں خیریت پوچھی۔ پردے کی بہت زیادہ پابندی کروائی۔ مگر اندرون خانہ کھانے پینے کی کوئی پابندی نہ تھی۔ خود نفیس تھے نفاست اور حسن کو سراہتے تھے۔ ساری عمر جس چیز سے شدید نفرت رہی ہے "شور" ...... میں نے اس سلسلہ میں ان کے آرام کا یوں اہتمام کیا گویا کوئی بچہ سو رہا ہو اور بچے بھی اپنے ابو کی اس کمزوری سے باخبر تھے۔ دبے پاؤں چلتے اور سرگوشیوں میں ہمکلام ہوتے بیدار ہونے کے بعد سب بچوں کو پاس بلا کر پیار کرتے اور ہدایات جاری کرتے۔ زندگی میں چابکدستی بہت پسند تھی۔ سستی اور کاہلی سے نفرت کرتے تھے آرام بہت کم کیا ہے۔ جو کیا ہے وہ نظم و ضبط کے ساتھ کیا ہے۔

کتابوں کے علاوہ بھی کاروبار تھے جو قارئین مختلف اخبار میں پڑھ چکے ہیں۔ مگر خصوصی توجہ لکھنے پر ہی رہی۔ یہی ان کا اوڑھنا بچھونا تھا۔

مرد مومن تھے حق شناس تھے۔ صرف حق گوئی اور بے باکی کے سبب جیل کی سلاخوں کے پیچھے بھی گئے۔ مگر گردن طاغوت کے سامنے نہ جھکائی۔ میری ذات پر اتنا ایمان کہ مشکل وقت مجھے کہتے۔ "صلوۃ حاجت پڑھ کر دعا کرو۔ تمہاری دعا خدا جلد سنتا ہے" ... یا والدہ صاحبہ سے درخواست گذار ہوتے کہ وہ بھی دعا فرمائیں۔ زندگی کی تمام آسائشیں مہیا کیں اور خود اپنی شدید خواہش کے پیچھے دوڑ کر "شہید ہوئے (انشاءاللہ) جنت البقیع میں دفن ہو کر میری ۲۲ سالہ رفاقت کو الوداع کہہ دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مجھے یقین ہے وہ مقام اعلیٰ پر فائز ہوں گے۔ مگر ہم زندہ درگور ہیں۔ میری روح مرجھا چکی ہے۔ میری بچیاں رو رو کر ہلکان ہو جاتی ہیں۔ ابو کی معجزانہ زندگی کے لئے دعا کرتی ہیں۔ بے قرار رہتی ہیں۔ بیٹے پریشان رہتے ہیں۔ میں کیا کر سکتی ہوں۔ میں تو صرف "ماں" ہوں۔ علامہ صاحب۔ بننا کوئی آسان بات نہیں۔ یہ تو حکم ربی تھا جس نے ایک نوجوان کو علامہ بنا دیا اور وطن اور اہل وطن کی آنکھ کا تارا بنا دیا اب تو بس وہ آنکھ کا تل بن کر چمک رہا ہے یا امیدوں کے پر لگا کر "بچوں" کے جوان ہونے کا انتظار لئے محو پرواز ہے۔ میرا سکون تو اب جو بکھر چکا ہے میری اولاد کے درخشندہ مستقبل میں سمٹ سکے گا۔ اور میرے مسلک کی ساکھ باغیرت مسلمانوں کے لہو میں پوشیدہ ہے جو اسلام کا پرچم اونچا رکھنے کے لئے تن من دھن کی بازی لگا دیں گے۔ (انشاءاللہ) میرا اپنی جماعت کے ہر فرد کو یہ پیغام دے دیجئے کہ'

جینا ہے تو غیرت مند ہو کر جیئو
جیئو تو خدا اور اسکے رسولؐ کی اتباع کیلئے
طاغوت کا قلع قمع کر دو۔ اسلام کو
گرمئ گفتار اور گرمئ کردار سے مضبوط بنائیے۔
خدا ہم سب کا کارساز ہو گا۔ (انشاءاللہ)
اور ہم سب کو صالح زندگی اور قابل رشک انجام عطا فرمائے
(آمین ثم آمین)

(محمودہ احسان)